''متحدہ قومی موومنٹ، ایم کیو ایم''

پاکستان کا ہر شہری، اور خصوصاً وہ شہری جن کا تعلق پاکستان کے صوبہ سندھ کے شہری علاقوں سے ہے، متحدہ قومی موومنٹ کے بارے میں ہر خبر سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان دنوں بھی سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندہ اس جماعت کے بارے میں چرچے ہیں۔

اس کی سب سے پہلی وجہ تو وہ ضمنی انتخاب ہے، جو اس جماعت کے اہم ترین مرکز، عزیز آباد، کے قومی اسمبلی کے حلقہ ۲۴۶ میں اس ماہ کے آخر میں منعقد ہونے والا ہے۔ یہ انتخاب اس لیئے بھی اہم ہے کہ اسی علاقہ میں ایم کیو ایم کا مرکزی آفس بھی ہے، اس کے بانی الطاف حسین کا گھر بھی، اور یہی وہ علاقہ ہے، جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہیں ایم کیو ایم کی بنیاد پڑی تھی۔

جب سے ایم کیو ایم نے قومی سیاست میں شمولیت اختیار کی ہے، اس کے نمائندے اس حلقہ سے اپنے حریفوں کو لاکھوں ووٹوں سے شکست دیتے رہے ہیں۔ اس بار اس کے مقابلہ میں حسبِ معمول جماعتِ اسلامی کے امیدوار ہیں، اور ملکی سیاست کی تبدیل شدہ سیاست میں نو وارد تحریکِ انصاف کے امیدوار بھی۔ یہ انتخاب اس حلقہ سے ایم کیو ایم کے نمائندے نبیل گبول کے استعفیٰ کی وجہ سے منعقد ہو رہے ہیں۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ نبیل گبول کا تعلق ایم کیو ایم کے ان روایتی نمائندوں میں سے نہیں تھا جن کی مادری زبان اردو ہے، یا جن کی شناخت آج بھی 'مہاجر' کی حیثیت میں کی جاتی ہے۔ بلکہ وہ غیر مہاجر تھے۔ ایم کیو ایم گزشتہ کئی سال سے غیر مہاجر نمائندے پیش کرتی رہی ہے۔

پاکستان کی شہریت میں 'مہاجر' کی اصطلاح ہمیشہ متنازع رہی ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کا تقریباً ہر شخص آج بھی ان لوگوں کو 'مہاجر' ہی گردانتا ہے، جو برِصغیر کی تقسیم اور قیامِ پاکستان کے وقت بھارت کے ان علاقوں سے ترکِ وطن کر کے آ گئے تھے جو پاکستان میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ یہ بھی ایک عالمی حقیقت ہے کہ دنیا کے مہذب ترین ملکوں میں جن میں کینیڈا اور مغربی ممالک شامل ہیں، وہاں آباد ہونے والے تارکینِ وطن، کئی نسلوں تک 'نئے مہاجر' یا New Immigrants ہی کہلاتے ہیں۔ جن ملکوں نے سماجی ترقی کر کے انسانی حقوق میں مساوات قائم کرنے کی روایت ڈالی ہے وہاں ان نئے لوگوں کے بارے میں یہ اصطلاح جلد ترک ہو جاتی ہے، ورنہ نئے شہریوں کے لیئے یہ اصطلاح ترک ہونے اور مساوات قائم ہونے میں زمانہ لگ جاتا ہے۔

یہی معاملہ پاکستان کے 'مہاجرین' کا ہے، جو قیامِ پاکستان کے بعد سے مساوی حقوق کی جدوجہد میں کوشاں رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح کی کوشش جس طرح کی کوشش پاکستان کے تین صوبوں، سندھ، بلوچستان، اور خیبر پختون خواہ کے شہری کرتے ہیں۔ یہاں بھی عالمی سماجیاتی اصولوں کے تحت بڑی نسلی آبادی اور بڑا نسلی صوبہ پنجاب بدقسمتی سے، دیگر شہریوں اور دیگر صوبوں پر اپنی اجارہ داری کے تحت، دوسروں کے حقوق کو زک پہنچانے والا صوبہ کہلاتا ہے۔ پاکستان کی آبادی کے تقریباً ۵۶ فی صد پر مشتمل یہ صوبہ پاکستان کی معیشت، حکومت، افواج، سیاست، اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر اجارہ دار ہے۔ اس کے نتیجہ میں شدید نسلی اور صوبائی غیر مساوات قائم ہوئی، اور ایم کیو ایم انہیں تعصّبات اور عدم مساوات کے مقابلہ کے لیئے قائم ہوئی۔

پاکستان کی صوبائی اور نسلی عدم مساوات کا ایک سیاہ ترین ثبوت سرکاری ملازمتوں، تعلیم، اور دیگر شعبوں میں کوٹہ سسٹم کا وہ نظام تھا، اور اب بھی ہے، جس کے تحت اخباروں میں اس طرح کے اشتہارات نظر آتے تھے ''کراچی، حیدرآباد، اور چند دیگر شہری علاقوں کے ڈومیسائل رکھنے والے، درخواست نہیں دے سکتے''۔ ایوب خان کے زمانے میں ان کی مخالفت اور قائدِ اعظم کی بہن فاطمہ جناح کی حمایت کے نتیجہ میں کراچی اور شہری علاقوں کے 'مہاجرین' کو اس کی سخت سزا بھگتنا پڑی۔ جب تک پاکستان کے شہری ان حقائق کا جائزہ نہیں لیں گے، وہ ایم کیو ایم کے قیام اور اس کی اب تک انتخابی کامیابیوں کے عوامل کو نہیں سمجھ پائیں گے۔

ایم کیو ایم، ان ہی حقیقی یا مفروضہ زیادتیوں کے نتیجہ میں ایک احتجاجی لہر کے طور پر اٹھی، اور گزشتہ تقریباً تیس برس سے، سندھ کے شہری علاقوں سے اس کے امیدوار بہت بڑی تعداد میں ووٹ لے کر کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے پارلیمانی نظامِ حکمرانی میں کئی بار یہ جماعت وفاق اور صوبہ سندھ میں بادشاہ گر کے طور پر کردار ادا کرتی رہی ہے۔ گزشتہ کئی سال سے سندھ کے گورنر بھی ایم کیو ایم کے نمائندہ ہیں۔ ملک کی ہر بڑی سیاسی جماعت، اور مختلف آمر بھی کئی بار اس پر انحصار کرتے رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں اس پر یہ الزام بھی لگتے رہے ہیں کہ ایم کیو ایم درحقیقت پاکستان کے اسٹیبلشمنٹ کی آلہ کار ہے۔

ایم کیو ایم نہ صرف ملک کی وفاقی، اور صوبائی سیاست پر اثر انداز ہوتی رہی ہے بلکہ حقیقت یہ بھی ہے کہ، کراچی کے بلدیاتی نظام میں اس کا کردار اہم رہا ہے، اور اس نے شہریوں کو بلدیاتی سہولتیں فراہم کرنے میں نہایت مثبت کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح ایم کیو ایم فرقہ وارانہ ہم آہنگی، اور سیاست کو مذہب سے دور رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہے۔

اپنے تمام تر مثبت سیاسی کردار، اور اہم بلدیاتی حقیقت بن جانے کے ساتھ ساتھ، ایم کیو ایم صرف ایک شخصی رہنما کی تابعدار جماعت ہونے کی وجہ سے ان غیر مثبت کاروائیوں میں بھی ملوث ہوتی رہی جس میں بھتہ خوری اور تشدد جیسے معاملات بھی شامل ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان کی تقریباً ہر سیاسی جماعت، اور پاکستان کے نظامِ حکومت کے کرتا دھرتا اس برائی میں شامل رہے ہیں۔ کسی بھی غیر جمہوری ملک میں صاحبانِ اقتدار اس کردار سے اس وقت تک درگزر کرتے رہتے ہیں جب تک وہ ان کے کام آتا ہے، اگر وہ ان کے

مقابلہ میں آتا ہے تو وہ اسے تحس نحس کرنے کی کوشش میں دیر نہیں کرتے۔ کبھی کامیاب ہو جاتے ہیں، کبھی رسی دراز ہو جاتی ہے۔ پاکستان کی ہر سیاسی جماعت اس کش مکش سے گزرتی رہی ہے، جس میں مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، اے این پی، اور ایم کیو ایم شامل ہیں۔ ایم کیو ایم تو کئی بار بدترین ظالمانہ کاروائیوں کا نشانہ بنی ہے، بالکل اسی طرح جس طرح آج کل بلوچ، اور سندھ کے دیہی علاقوں کے عمل پرست نشانہ بنے ہیں۔

اپنی بعض سنگین غلطیوں، اور اپنے رہنماؤں کی غیر عاقبت اندیش پالیسیوں کے نتیجہ میں ایم کیو ایم نے ایک بار پھر پاکستان کے مقتدرہ طبقہ کو موقع دیا ہے کہ وہ ایم کیو ایم کے خلاف کاروائی کریں۔ گزشتہ دنوں میں آئین کی اس سیاہ ترمیم کے دوران جس نے افواجِ پاکستان کو نفاذ قانون میں ایک اہم کردار عطا کیا تھا، ایم کیو ایم اس ترمیم کی حمایتی رہی، اور اب دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح اسی کالا محالہ نشانہ ہے۔

آج کل ایم کیو ایم پر سخت دباؤ ہے، اس کے رہنا الطاف حسین برطانیہ میں منی لانڈرنگ کے الزامات کا سامنا کر رہے ہیں، اس پر خود اپنے اہم رہنما عمران فاروق کے قتل کا الزام لگ رہا ہے۔ پاکستان کے وزیرِ داخلہ جن کا سیاسی کردار اکثر مشکوک رہا ہے، اس وقت، قیاساً، نیم فوجی اداروں کو ایم کیو ایم کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

ایسا عزیز آباد کے انتخابات کے دوران ہو رہا ہے۔ مبصرین کا یہ بھی خیال ہے کہ اس بار اس ضمن میں عمران خان اور تحریکِ انصاف کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو حال ہی میں کئی ماہ تک اسمبلیوں کا بائیکاٹ کر کے، پاکستان کے پارلیمانی اور عدالتی نظام کو برباد کرنے کی کوشش کے بعد، دوبارہ کسی بھی معذرت کے بغیر دھڑلے سے اسمبلیوں میں جا پہنچے ہیں۔ ان کی درخواست پر اس بار یہ اہم انتخابات نیم فوجیوں کی نگرانی میں ہوں گے، جو بذاتِ خود ایک سیاسی بددیانتی ہے۔

قیاس کیا جا سکتا ہے کہ، پاکستان کی سیاسی تاریخ کے تجربہ میں، اور اپنی تمام تر غلطیوں کے باوجود گزشتہ انتخابی نتائج کے نتیجوں کی طرح، ایم کیو ایم اب بھی اس حلقہ سے کامیاب ہو جائے گی۔ اسے غیر سیاسی طریقہ سے فنا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کو اب اپنی حکمتِ عملی اور اپنا طرزِ عمل بدلنا پڑے گا۔ ایم کیو ایم، پیپلز پارٹی، تحریکِ انصاف، اور مسلم لیگ جیسی جماعتیں جب ایک بار عوام کے دل میں گھر لیتی ہیں، تو اس صورتِ حال کو بدلنے میں سالہا سال لگ جاتے ہیں۔ اور ان کے خلاف صرف ایسی منظم آمرانہ اور منتقمانہ کاروائیاں کام آتی ہیں، جو سالوں پر محیط ہوں۔ آمروں کو یہ طویل مدت کبھی نصیب نہیں ہوتی۔

پاکستان میں ایک مثبت اور باوقار سیاسی نظام جب ہی قائم ہو سکتا ہے جب، پاکستان کی مقتدرہ اس کی سیاست سے مسلح افواج کے کردار کو دیانت داری سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرے۔ جب تک ایسا نہیں ہوگا، پاکستان کے شہری مختلف ادوار میں منتقمانہ اور ظالمانہ کاروایوں کا شکار ہوتے رہیں گے، اور پاکستان تباہی کی طرف بڑھتا رہے گا۔